71202 ـ نصف جسم مفلوج والا شخص وضوء كس طرح اور نماز كيسے ادا كرے گا ؟

سوال

عورت جس كا نصف جسم مفلوج ہے اس كے ليے وضوء كرنا مشكل ہے، سوال يہ ہے كہ:

وہ وضوء يا تيمم كيسے كرے ؟

كيا اس كے ليے مٹى لائى جائے يا كيا كيا جائے ؟

كيا وہ ديوار (جس پر غبار نہ ہو) سے تيمم كرے يا كچھ اور ؟

اس كے تيمم كا طريقہ كيا ہو گا ؟

اور وہ نماز كيسے ادا كرے گى ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

جو مريض پانى لانے اور وضوء كرنے كى استطاعت نہ ركھتا ہو، يا پھر حركت كرنے سے قاصر ہو تو اس كى حالت كو ديكھا جائےگا:

اگر تو اس كے ليے نماز كے وقت پانى لانے والا شخص موجود ہو اور اسے وضوء كرانے ميں تعاون كرے تو اس كے حق ميں وضوء كرنا واجب ہے.

اور اگر اس پانى لا كر دينے والا اور وضوء ميں معاونت كرنے والا كوئى نہ ہو تو اس وقت اس مريض كے ليے تيمم كرنا مشروع ہے، اور يہ مريض پانى نہ پانے اور پانى كى عدم موجودگى كا حكم پائے گا.

اس ليے كہ اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

جہاں تك ہو سكے اللہ تعالى كا ڈر اور تقوى اختيار كرو التغابن (16).

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" جب ميں تمہيں كوئى حكم دوں تو حسب استطاعت اس پر عمل كرو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (7288) صحیح مسلم حدیث نمبر (1337)

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی " المغنی " میں کہتے ہیں:

" جو مریض حرکت کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اور اسے پانی لا کر دینے والا بھی کوئی نہ ہو تو وہ پانی نہ پانے والا کی طرح ہی ہے، کیونکہ وہ پانی تك پہنچ ہی نہیں سکتا، چنانچہ یہ اس شخص کے مشابہ ہوا جو شخص کنواں تو پائے لیکن اس سے پانی نکالنے کے لیے کوئی چیز نہ ہو.

اور اگر وہ نماز کا وقت نکلنے سے قبل پانی لانے والا شخص پا لے تو وہ پانی پانے والے کی طرح ہے؛ کیونکہ وہ اس شخص کی طرح ہے جو وقت کے اندر پانی نکالنے والی چیز پا لے.

اور اگر اس کے آنے سے قبل اسے نماز کا وقت نکلنے کا خدشہ ہو تو ابن ابی موسی کا کہنا ہے:

وہ تیمم کرے، اور اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے.

اور یہ بہتر قول ہے؛ کیونکہ وہ وقت کے اندر پانی نہیں پا سکا، چنانچہ مطلق طور پر پانی نہ پانے والے کی طرح ہوا " انتہی

دیکھیں: المغنی (1 / 151).

اور مرداوی رحمہ اللہ تعالی " الانصاف " میں رقمطراز ہیں:

" اگر مریض حرکت کرنے سے قاصر ہو اور اسے وضوء کرانے والا بھی کوئی نہیں ہو تو اس کا حکم پانی نہ ملنے والے شخص کا ہو گا.

اور اگر وضوء کرانے والے کا انتظار کرنے میں نماز کا وقت نکل جانے کا خدشہ ہو تو تیمم کر کے نماز ادا کر لے، اور صحیح مذہب یہی ہے کہ وہ نماز دوبارہ نہیں لوٹائے گا " انتہی

دیکھیں: الانصاف (1 / 265).

اور " شرح العمدۃ " میں شیخ الاسلام کہتے ہیں:

" اگر اس کے لیے پانی استعمال کرنا ممکن نہ ہو یعنی وہ حرکت کرنے سے عاجز ہو اور اسے پانی دینے والا شخص بھی نہ ہو تو وہ پانی نہ ملنے والے کی طرح ہی ہے، اور اگر اسے پانی دینے والا شخص ہو تو وہ وقت میں پانی حاصل کرنے والا ہے "

دیکھیں: شرح العمدۃ (1 / 433 ـ 434).

اور " الموسوعۃ الفقھیۃ " میں بیان کیا گیا ہے کہ:

" وہ عاجز شخص جو پانی استعمال کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تیمم کر کے نماز ادا کرے گا، اور مکرہ اور محبوس اور پانی کے قریب بندھے ہوئے، اور سفر اور حضر میں کسی درندہ اور حیوان یا انسان سے خائف شخص کی طرح نماز نہیں لوٹائےگا، کیونکہ وہ وہ حکما پانی کے عدم حصول میں داخل ہوتا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" بلا شبہ مٹی مسلمان کے لیے طہارت کا باعث ہے، چاہے اسے بیس برس تك بھی پانی نہ ملے، چنانچہ جب اسے پانی ملے تو وہ اسے اپنے جسم پر استعمال کرے، کیونکہ یہ بہتر ہے " انتہی

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (14 / 260).

آپ مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (20935) کے جواب کا بھی ضرور مطالعہ کریں.

دوم:

اگر وہ وضوء کے بعض اعضاء دھو سکتا ہو، اور باقی اعضاء کے دھونے میں بیماری مانع ہو، تو اس کے لیے حسب استطاعت وضوء کے اعضاء دھونے ضروری ہیں، اور جو رہ گئے ہیں اس کے بدلے میں تیمم کر لے"

سوال نمبر (67614) کے جواب میں اس کا بیان ہو چکا ہے.

سوم:

تیمم کرنے کا طریقہ درج ذیل ہے:

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی " الشرح الممتع " میں لکھتے ہیں:

" میرے نزدیك سنت کے مطابق تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ: آپ اپنے دونوں ہاتھ بغیر کھلی ہوئی انگلیاں زمین پر مار کر اپنے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پھیر لیں، تو اس طرح تیمم مکمل ہو جائیگا " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (1 / 488).

اس کی تفصیل سوال نمبر (21074) کے جواب میں بیان ہو چکی ہے.

چہارم:

جب پانی استعمال کرنے سے عاجز مریض تیمم کر کے نماز ادا کرے اور نماز سے فراغت کے بعد پانی کے استعمال میں آسانی ہو جائے تواس کے لیے نماز لوٹانی لازم نہیں ہو گی، کیونکہ اس نے اپنے ذمہ واجب کی ادائیگی کر لی ہے، اور جس فعل کا اسے حکم تھا وہ سرانجام دے چکا ہے.

شيخ الاسلام " شرح العمدة " ميں لكھتے ہيں:

" كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالى نے اسے ايك نماز كى ادائيگى كا كہا ہے جسے وہ حسب الامكان ادا كرے گا، اور جس چيز سے عاجز ہو وہ عاجز ہونے كى بنا پر ساقط ہو جائيگى.

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" پاكيزہ مٹى مسلمان شخص كے ليے طہارت و پاكيزگى ہے "

اور فرمان نبوى ہے:

" آپ كو مٹى كافى تھى "

يہ اس بات كى دليل ہے كہ مٹى پانى كے مطلقا قائم مقام ہے " انتہى

ديكھيں: شرح العمدة (1 / 425).

پنجم:

گھر كى ديوار پر ہاتھ مار كر تيمم كرنے ميں علماء كرام كا اختلاف ہے، اس كى وجہ درج ذيل فرمان بارى تعالى كى مراد ميں علماء كا اختلاف ہے:

چنانچہ تم پاكيزہ مٹى سے تيمم كرو النساء (43).

اس آيت كى صحيح تفسير اور معنى يہ ہے كہ: اس سے وہ مٹى مراد ہے جو زمين پر ہو ، چاہے وہ مٹى ہو يا ريت يا پتھر وغيرہ .

اس بنا پر اگر ديوار پر كسى چيز روغن وغيرہ كا ليپ نہ ہو تو اس ديوار پر تيمم كرنا جائز ہے، چاہے اس پر غبار ہو يا نہ، كيونكہ وہ ديوار مٹى كى ہے، اور اگر اس پر ليپ (لكڑى يا پينٹ) كيا گيا تو يہ لكڑى يا پھر پينٹ ہے جو مٹى كى

جنس سے نہیں چنانچہ اس سے تیمم جائز نہیں ہو گا.

مزيد تفصيل كے ليے آپ سوال نمبر (36774) كے جواب كا مطالعہ كريں.

ششم:

رہا مسئلہ حركت سے عاجز مريض كى نماز كا تو اس كے متعلق " الموسوعة الفقهية ميں يہ بيان ہوا ہے:

" جمہور علماء كرام كے ہاں مريض يا فالج زدہ شخص نماز اس طرح ادا كرے گا جس طرح اس ميں استطاعت ہو، كيونكہ كسى فعل سے عاجز شخص كو اس فعل كا مكلف نہيں كيا جائيگا، چنانچہ جب كھڑا ہونے سے عاجز ہو تو بيٹھ كر ركوع اور سجود كر كے نماز ادا كرے گا، اور اگر اس سے بھى عاجز ہو تو بيٹھ كر اشارہ كے ساتھ نماز ادا كرے، اور سجدہ كے ليے ركوع سے كچھ زيادہ جھكے گا، اور اگر وہ بيٹھنے سے بھى عاجز ہو تو ليٹ كر اشارہ كر لے، كيونكہ عذر كى بنا پر ركن ساقط ہوا ہے، چنانچہ عذر كے مطابق ہى كيا جائيگا.

عمران بن حصين رضى اللہ تعالى عنہ سے مروى ہے وہ بيان كرتے ہيں كہ ميں بيمار ہوا تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم ميرى عيادت كے ليے تشريف لائے اور فرمايا:

" كھڑے ہو كر نماز ادا كرو، اگر كھڑے ہو كر نماز ادا كرنے كى استطاعت نہيں تو ليٹ كر اشارہ كے ساتھ نماز ادا كر لو " انتہى

ديكھيں: الموسوعة الفقهية (26 / 208).

شيخ صالح الفوزان حفظہ اللہ تعالى سے درج ذيل سوال كيا گيا:

" ميرے والد صاحب كو بائيں جانب فالج ہے جس كى وجہ سے وہ حركت نہيں كر سكتے، اس بنا پر وہ نہ تو چل سكتے ہيں، اور نہ ہى خود بيت الخلاء جا سكتے ہيں، تقريبا دس برس سے ان كى حالت يہى ہے، ليكن تين يا چار ماہ سے اس مرض ميں شدت پيدا ہو چكى ہے، لہذا كيا وہ اس بنا پر نماز ترك كر سكتے ہيں، كيونكہ وہ نماز كے ليے طہارت نہيں كر سكتے ؟

اور اگر ان كے ليے ايسا كرنا جائز نہيں تو پھر طہارت اور نماز كے ليے انہيں كيا كرنا ہو گا ؟

اور اس حالت ميں نماز معاف ہونے كے اعتقاد كى بنا پر بيمارى ميں جو نمازيں انہوں نے ادا نہيں كيں اس كا كيا جائے ؟

شیخ کا جواب تھا:

" مسلمان شخص جب تك عقل مند رہے اس سے نماز ساقط نہیں ہوتی لیکن وہ اپنی حالت کے مطابق نماز ادا کرے گا:

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

حسب استطاعت اللہ تعالی کا تقوی اور ڈر اختیار کرو .

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" نماز کھڑے ہو کر ادا کرو، اور اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تو پھر بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی آپ میں استطاعت نہیں تو پھر پہلو کے بل لیٹ کر "

چنانچہ آپ کے والد جنہیں فالج کی بیماری ہے اگر وہ اپنے صحیح ہاتھ سے خود وضوء کر سکتے ہیں تو وضوء کریں وگرنہ کوئی اور شخص انہیں وضوء کرائے کیونکہ اس پر یہ واجب ہے.

اور اگر وہ پانی سے وضوء نہیں کر سکتے تو پھر تیمم کریں.

اور اگر خود تیمم نہیں کر سکتے تو کوئی دوسرا شخص انہیں تیمم کرائے کہ ان کے گھروالوں یا اس کے پاس کوئی بھی موجو د شخص اپنے دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر طہارت کی غرض سے مریض کے چہرے اور اس کے ہاتھ پر پھیرے، اور وہ اپنی حالت کے مطابق بیٹھ کر یا پہلو کے بل لیٹ کر رکوع اور سجدہ کے لیے حسب استطاعت سر کے ساتھ اشارہ کر کے نماز ادا کریں.

اگر وہ فالج کی بنا پر سر سے اشارہ نہیں کرسکتے تو پھر سجدہ اور رکوع میں آنکھ سے اشارہ کر کے نماز ادا کر لیں.

الحمد دین میں آسانی اور سہولت ہے، لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ نماز بالکل ادا ہی نہ کی جائے، بلکہ جیسا ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ اپنی حالت کے مطابق نماز ادا کرے، اور جو نمازیں نے ادا نہیں کیں بقدر استطاعت انہیں ادا کرے" انتہی

دیکھیں: المنتقی من فتاوی الفوزان (4) نمبر (27).

واللہ اعلم .